99696 ـ باپ نہ ہونے كى صورت ميں ولى كون ہو گا ؟

سوال

ميں نے ايك اسلامى ملك كى لڑكى سے شادى كى اور دو بار اسے طلاق بھى دے چكا ہوں، ہمارى يہ شادى عرفى تھى اور اسے قانونى طور پر رجسٹر نہيں كرايا گيا تھا، اور شادى ميں لڑكى كے والد كى جانب سے ايك مولانا صاحب بطور وكيل شامل تھے.
كچھ عرصہ سے اس لڑكى كا والد فوت ہو چكا ہے اور اس كے سب بھائى چھوٹے ہيں اور مجھے اس كے ولى كا كوئى علم نہيں، طلاق كو دو برس سے زائد ہو چكے ہيں اور اب ميں اسے واپس اپنے گھر لا كر گھر بسانا چاہتا ہوں، تو كيا باپ فوت ہو چكا ہو اور بھائى بھى چھوٹے ہوں تو پھر بھى ولى كى شرط ہے، يا كہ مجھے حق ہے كہ بغير ولى كے ہاں اس كو واپس لے آؤں، خاص كر وہ ميرى بيوى بھى رہے ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

جب آدمى اپنى بيوى كو طلاق دے اور اس كى عدت ختم ہو چكى ہو (اور يہ طلاق ايك يا دو ہوں) تو يہ بيوى اس كے ليے نئے نكاح سے ہى حلال ہو سكتى ہے اس كے بغير نہيں، اور نكاح صحيح ہونے كے ليے ولى كا ہونا ضرورى ہے، كيونكہ ولى كے بغير نكاح نہيں ہوتا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ولى كے بغير نكاح صحيح نہيں، اور عورت اپنے نكاح كى خود مالك نہيں ہے، اور (ولى كے بغير) نہ ہى كوئى اور اس كا نكاح كر سكتا ہے، اور عورت كا نكاح كرنے ميں كسى دوسرے كو وكيل بنانے كا حق بھى صرف ولى كو حاصل ہے كوئى اور نہيں بنا سكتا، اور اگر وہ خود اپنا نكاح كرے تو اس كا نكاح صحيح نہيں ہو گا " انتہى

ديكھيں: مغنى ابن قدامہ (7 / 5).

اس كى دليل نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كادرج ذيل فرمان ہے:

" ولى كے بغير نكاح نہيں ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2085) سنن ترمذی حدیث نمبر (1101) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ترمذی میں صحیح قرار دیا ہے.

اس لیے کہ آپ نے اپنی اس بیوی کو دو برس سے طلاق دے رکھی ہے اس طرح اس کی عدت ختم ہو چکی ہے، اور طلاق شدہ عورت بالکل اس کے لیے باقی اجنبی عورتوں کی طرح ہی ہے اور وہ نئے نکاح کے بغیر اس کے حلال نہیں ہو گی، اور اس کے لیے ضروری ہے کہ نکاح عورت کا ولی کرے، یا پھر وہ کسی کو عقد نکاح کے لیے وکیل بنا دے.

باپ نہ ہونے کی صورت میں لڑکی کا دادا ولی ہوگا، اور اگر دادا بھی نہ ہو تو پھر لڑکی کے بھائی اس کے ولی ہونگے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ لڑکی سے چھوٹے ہوں، صرف ولی کے لیے بالغ ہونا شرط ہے، اس لیے اگر اس عورت کا کوئی بھائی بالغ ہے چاہے وہ عورت سے چھوٹا ہی ہو تو وہ اس کا ولی بن سکتا ہے.

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ہے:

" عورت کے عقد نکاح میں ولی وہی بن سکتا ہے جو عقلمند اور مکلف ہو، اور اگر وہ نہ ہو تو پھر قاضی ولی ہوگا، کیونکہ جس کا ولی نہ ہو تو حکمران اس کا ولی ہوتا ہے، اور اس طرح کے معاملات میں قاضی اس کا نائب ہے.

اور انسان مکلف اس وقت ہوتا ہے جب اس کو شہوت کے ساتھ منی آنا شروع ہو جائے یعنی احتلام وغیرہ سے، یا پھر شرمگاہ کے ارد گرد سخت بال اگ آئیں، یا اس کی عمر پندرہ برس مکمل ہو جائے.

اور عقلمند وہ ہو گا جو اپنے معاملات کو بحسن خوبی سرانجام دے سکتا ہو، یعنی اپنی ماتحت اور ولایت میں موجود عورت کے لیے مناسب اور برابر کا رشتہ تلاش کر سکے " انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمیة والافتاء (18 / 147).

اور اگر اس عورت کے سارے بھائی ہی چھوٹے ہوں اور ان میں کوئی بھی بالغ نہ ہو تو پھر ولایت اس کے بعد والے کو منتقل ہو جائیگی اور وہ عورت کے چچا ہیں، اور اگر چچا نہ ہو تو پھر چچا کے بیٹے.

اور اگر عورت کا کوئی بھی ولی نہیں ہے تو پھر شرعی قاضی اس کی نکاح کی ذمہ داری پوری کریگا؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور اگر وہ جھگڑا کریں تو جس کا ولی نہیں حکمران اس کا ولی ہے "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2083) سنن ترمذی حدیث نمبر (1102) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح سنن ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اس بنا پر اگر آپ اس عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور اس کا کوئی ولی نہیں ہے، تو آپ کو عدالت میں جا کر شرعی قاضی سے رجوع کرنا چاہیے تا کہ وہ اس کے عقد نکاح کا انتظام کرے.

تنبیہ:

آپ نے اپنے پہلے نکاح کے متعلق کہا ہے کہ وہ قانونی طور پر رجسٹر نہیں ہوا تھا، اگر تو یہ بات صحیح ہے اور اس نکاح میں نکاح کی شروط اور ارکان پورے تھے تو پھر وہ نکاح صحیح ہے چاہے قانونی طور پر رجسٹر نہ بھی ہوا ہو، لیکن اتنا ہے کہ ہم نکاح رجسٹر کرانے کی اہمیت کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ یہ بہت اہم ہے، اس میں کوئی سستی نہیں کرنی چاہیے اس سے حقوق کو تحفظ حاصل ہوتا ہے، تا کہ بے وقوف اور غلط قسم کے مرد اور عورت نکاح کے ساتھ کھلواڑ نہ کریں.

مزید آپ سوال نمبر (22728) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .